20677 ـ كيا شريعت اسلاميه ميں عورت كا حكمران بننا جائز ہے ؟

سوال

كيا شريعت اسلاميہ ميں عورت كا حكمران بننا جائز ہے، ميں چاہتا ہوں كہ قرآن مجيد سے دليل دى جائے ؟

پسنديده جواب

الحمد لله.

اول:

پہلے تو ہم سوال كرنے والے بھائى كا قرآن مجيد كے دلائل كى معرفت اور ان كى اتباع و پيروى كى حرص ركھنے پر شكريہ ادا كرتے ہيں، ليكن ہر مسئلہ ميں لازم نہيں كہ اس كى خاص دليل قرآن مجيد سے ہو، بلكہ بہت سے احكام ايسے ہيں جو سنت نبويہ صحيحہ سے ثابت ہيں، اور قرآن مجيد سے ثابت نہيں، اور مسلمان شخص پر ضرورى اور واجب ہے كہ وہ قرآن و سنت دونوں كى اتباع و پيروى كرے.

فرمان بارى تعالى ہے:

اے ايمان والو! اللہ تعالى اور اس كے رسول (صلى اللہ عليہ وسلم) كى اطاعت و فرمانبردارى كرو، اور اپنے حكمرانوں كى، اور اگر كسى چيز ميں تم اختلاف كرو تو اسے اللہ تعالى اور اس كے رسول (صلى اللہ عليہ وسلم) كى طرف لوٹاؤ اگر تم اللہ تعالى اور يوم آخرت پر ايمان ركھتے ہو، يہ تمہارے ليے انجام كے لحاظ سے بہتر اور اچھا ہے النساء (59).

تو اللہ تعالى نے اس آيت ميں اپنى اور اپنے رسول صلى اللہ عليہ وسلم كى اطاعت كرنے، اور متنازعہ مسائل كو اپنى كتاب اور اپنے رسول صلى اللہ عليہ وسلم كى سنت پر لوٹانے كا حكم ديا ہے.

اور ايك مقام پر فرمان بارى تعالى ہے:

اور رسول (صلى اللہ عليہ وسلم) جو حكم تمہيں ديں اسے مان ليا كرو، اور جس چيز سے منع كريں اس سے رك جايا كرو، اور اللہ تعالى كا تقوى اختيار كرو، بلا شبہ اللہ تعالى سخت سزا دينے والا ہے الحشر (7).

اور ابن ماجۃ رحمہ اللہ تعالى نے مقدام بن معديكرب كندى رضى اللہ تعالى عنہ سے بيان كيا ہے كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" قریب ہے كہ ایك وقت آئے ایك شخص اپنے تكیہ پر سہارا لیے ہوئے میری احادیث میں سے ایك حدیث بیان كرے، تو یہ كہے: ہمارے اور تمہارے مابین اللہ عزوجل كی كتاب ہے، اس میں جو كچھ ہم حلال پائیں گے اسے ہم حلال مانیں گے، اور جو كچھ اس میں حرام پائیں گےاسے ہم حرام مانیں گے، خبردار! بلاشبہ اللہ تعالی كے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حرام كیا ہے وہ اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالی نے حرام كیا ہے"

سنن ابن ماجۃ حدیث نمبر (12)علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح الجامع حدیث نمبر (8186) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

دوم:

كتاب و سنت كے دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے كہ عورت كے لیے ولایت عامہ كا منصب جائز نہیں، مثلا خلافت، اور وزارت، اور قضاء جج وغیرہ.

ذیل میں اس كے قرآن وسنت سے دلائل پیش كیے جاتے ہیں:

1 ـ قرآن مجید سے دلائل:

فرمان باری تعالی ہے:

مرد عورتوں پر حاكم ہیں، اس وجہ سے كہ اللہ تعالی نے ایك كو دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور اس وجہ سے كہ مردوں نے اپنے مال خرچ كیے ہیں النساء (34).

قرطبی رحمہ اللہ تعالی كہتے ہیں:

قولہ تعالی: مرد عورتوں پر حاكم ہیں.

یعنی: وہ ان پر خرچ كرتے ہیں، اور ان كا دفاع اور حفاظت كرتے ہیں، اور اس لیے بھی كہ مردوں میں ہی حكمران اور امیر اور جہاد و قتال اور جنگ كرنے والے ہوتے ہیں، اور یہ عورتوں میں نہیں ہوتا. اھـ

دیكھیں: تفسیر القرطبی (5 / 168).

اور ابن كثیر رحمہ اللہ تعالی اس آیت كی تفسیر میں كہتے ہیں:

یعنی مرد عورت پر قیم اور نگران ہے، یعنی وہ اس كا رئیس اور بڑا اور اس پر حاكم ہے، اور جب وہ ٹیڑھی ہو جائے تو اسے سیدھا كرنے والا ہے.

اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے ایك کو دوسرے پر فضیلت دی ہے.

یعنی: کیونکہ مرد عورت سے افضل ہے، اور مرد عورت سے بہتر ہے، اسی لیے نبوت مردوں کے ساتھ خاص ہے، اور اسی طرح بڑی حکمرانی اور بادشاہت بھی.

اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" وہ قوم کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنے معاملات کا نگران عورت کو بنا لیا"

اسے امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے.

اور اسی طرح قضاء اور جج کا منصب بھی. اھـ

دیکھیں: تفسیر ابن کثیر (1 / 492).

2 ـ سنت نبویہ سے دلائل:

ابو بکرۃ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ: جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ اہل فارس نے کسری کی بیٹی کو اپنا حکمران اور بادشاہ بنا لیا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" وہ قوم کبھی بھی ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنے معاملات کا نگران ایك عورت کو بنا لیا"

صحیح بخاری حدیث نمبر (4163).

امام شوکانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

اس میں دلیل ہے کہ عورت حکمرانی نہیں کر سکتی اور وہ اس کی اہل نہیں، اور کسی بھی قوم کے لیے اسے حکمران بنانا حلال نہیں، کیونکہ ان پر ایسے کام سے اجتناب کرنا ضروری ہے جو ان کی عدم فلاح اور ناکامی کا باعث ہو.اھـ کچھ کمی و بیشی کے ساتھ

دیکھیں: نیل الاوطار للشوکانی (8 / 305).

اور ماوردی رحمہ اللہ تعالی وزارت کے متعلق کلام کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اور عورت کے لیے یہ منصب جائز نہیں، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" وہ قوم کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنے معاملات عورت کے سپرد کر دیے"؛

اور اس لیے بھی کہ اس میں رائے طلب کی جاتی ہے، اور عزم کی پختگی بھی ہوتی ہے جس سے عورتیں کمزور ہیں، اور معاملات خود طے کرنے میں ظاہر بھی ہونا پڑتا ہے جو کہ عورتوں کے لیے ممنوع ہے. اھـ

دیکھیں: الاحکام السطانیۃ (46).

اور ابن حزم رحمہ اللہ تعالی خلافت کے متعلق کلام کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ یہ عورت کے لیے ناجائز ہے. اھـ

دیکھیں: الفصل فی الملل و الاھواء والنحل (4 / 129).

اور الموسوعۃ الفقھیۃ میں ہے:

فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ امام اعظم کی شروط میں سے ہے وہ مرد ہو، لھذا عورت کے لیے حکمرانی صحیح نہیں، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" وہ قوم ہرگز کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنے معاملات عورت کی سپرد کر دیے"

اور (مرد اس لیے ہے) تا کہ وہ مردوں سے میل جول رکھ سکے، اور حکمرانی کے معاملات نپٹانے کے لیے فارغ ہو؛ اور اس لیے بھی کہ اس منصب میں بہت سے خطرناک اعمال پائے جاتے ہیں، اور بہت زیادہ تھکا دینے والے کام ہیں، جو صرف اور صرف مرد کے لائق ہیں. اھـ

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (21 / 270).

شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ تعالی سے مندرجہ ذیل سوال دریافت کیا گیا:

خالص شریعت اسلامیہ میں عورت کا اپنے آپ ملك کی سربراہ یا حکومت کی سربراہ، یا وزیراعظم کی نامزدگی کے لیے پیش کرنے کا حکم کیا ہے؟

تو شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

عورت کو حکمران بنانا، اور اسے مسلمانوں کی عام سرداری کے لیے اختیار کرنا جائز نہیں، اس پرکتاب و سنت اور اجماع دلالت کر رہا ہے:

کتاب اللہ میں فرمان باری تعالی ہے:

مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے ایك کو دوسرے پر فضیلت دی ہے النساء (34).

اور آیت میں مذکور حکم عام ہے جو کہ مرد کی اس کے خاندان میں حکمرانی اور ذمہ داری کو شامل ہے، اور اسی طرح عام حکمرانی تو بالاولی شامل ہو گی، اور اس حکم کی مزید تاکید آیت میں وارد تعلیل سے ہوتی ہے کہ آیت میں عقل اور رائے اور حکم اور سرداری کی دوسری اشیاء کی افضلیت ہے.

اور سنت نبویہ سے دلیل یہ ہے کہ:

کہ جب فارسیوں نے کسری کی بیٹی کو اپنا حکمران اور بادشاہ بنا لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" وہ قوم ہرگز کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنے معاملات عورت کے سپرد کر دیے"

اسے امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے روایت کیا ہے.

اور اس میں کوئی شك نہیں کہ یہ حدیث عورت کی عمومی امارت اور حکمرانی کی حرمت پر دلالت کرتی ہے، اور اسی طرح کسی صوبے اور ملك کی حکمرانی کی حرمت پر بھی؛ کیونکہ یہ سب کچھ اس کی عمومی صفت ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو حکمران بنانے کی کامیابی اور فلاح کی نفی کی ہے، اور فلاح و کامیابی خیر و بھلائی میں کامیابی ہوتی ہے.

خلفاء راشدین کے عہد مبارك میں امت اور تین صدیوں کے آئمہ کرام جن کے بارہ میں خیر و بھلائی کی شہادت دی گئی ہے نے عملی اجماع کیا کہ عورت کو نہ تو قضاء کا منصب دیا جا سکتا ہے، اور نہ ہی امارت و حکومت کا منصب، حالانکہ اس دور میں ایسی عورتیں بھی تھیں جو دینی علوم میں بہت زیادہ ماہر تھیں، اور علوم قرآن، اور علوم حدیث، اور احکام میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا، اور ان سے مسائل دریافت کیے جاتے تھے، بلکہ اس دور میں تو عورتوں نے امارت اور اس کے ساتھ منسلك دوسرے مناصب اور عام عہدوں کی طرف جھانکا تك بھی نہیں.

پھر عام شرعی احکام تو عورت کی امارت کے متعارض ہیں، کیونکہ امارت اور حکمرانی میں حالت تو یہ ہوتی ہے کہ حکمران اور امیر اپنی رعایا کے حالات معلوم کرتا رہتا، اور امت کے افراد اور جماعتوں سے میل جول رکھتا ہے، اور بعض اوقات جہاد میں فوج کی قیادت بھی کرتا ہے، اور دشمنوں کے ساتھ معاہدے وغیرہ کرنا ہوتے ہیں، جو عورت کے حالات کے مناسب نہیں ہوتے، اور وہ احکام جو اس کی عزت بچانے کے لیے مشروع کیے گئے ہیں، اور اسے مبغوض قسم کے چھچھورے پن سے اس کی حفاظت کرنا.

اور یہ بھی ہے کہ: عقل سے حاصل ہونے والی مصلحت بھی اس کا تقاضا کرتی ہے کہ عمومی مناصب اور عہدے

عورت کے سپرد نہ کیے جائیں، کیونکہ سرداری اور منصب پر آنے کے لیے عقلی کمال اور پختگی اور تیزی اور قوت ارادی اور حسن تدبیر اور معاملہ فہمی کا ہونا ضروری ہے.

اور یہ صفات ایسی ہیں جو عورت میں نہیں، بلکہ وہ ناقص العقل، اور فکری کمزوری، کے ساتھ ساتھ نرمی اور مہربانی جیسی قوت کے ساتھ پیدا ہوئی ہے، تو اسے اس منصب اور عہدے کے لیے اختیار کرنا اور چننا مسلمانوں کی خیر خواہی اور نصیحت کے لیے نہیں، اور نہ ہی اس میں انہیں عزت و تکریم اور تمکنت حاصل ہوتی ہے.

اللہ تعالی ہی توفیق بخشنے والا ہے، اور اللہ تعالی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور ان کے صحابہ کرام پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے. اھـ

ماخوذ از: مجلة الدعوة (عربی) عدد نمبر (890).

واللہ اعلم .